ڈھاڈھا نور محمدی ڈھاڈھا نیوز سول

ضوابط

(۱) یہ پرچہ مہینے میں دو دفعہ شائع ہوتا ہے
(۲) عام قیمت سالانہ عہ شماہی ۸ واعظین اور طلبا سے ایک روپیہ پیشگی۔
(۳) اصلاح نظام سے امتیازی قیمت (۴) سالانہ جو کچھ عطا فرمائیں وہ علیحدہ تصور ہوگا۔ اور ایسے حضرات کے اسمائے گرامی سرپرستان رسالہ ہذا کی فہرست میں درج ہونگے۔

KHILAFAT LIBRARY

یہدی الیہ من ینیب

اخبار نور

۱۵ نومبر ۱۹۱۰ء

تاناک قدرت دیکھ کر خدی گئی سب بھول

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت بیان کرنا
(۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام کو بچانا۔
(۳) الزامات کے گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرہ سے بدلائل عقلی و نقلی دور کرنا
(۴) تاج برطانیہ کی خیر خواہی سکھ قوم میں بادا نانک جیکی تعلیم کا پرچار کرنا

نمبر ۴ | ایڈیٹر۔ شیخ محمد یوسف (نومسلم) سابق سورن سنگھ کمار و دوان | جلد ۲

اگر ضرورت ہو تو طلب فرمائیں

ہر قسم کی عینکی گھڑیاں

راسکوپ سسٹم ریوے ریگولیٹر	قیمت	۸ سے ۲۵ روپیہ تک
کلائی پر باندھنے کی رسٹ واچیں	"	۳ " ۱۰ "
ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کی مشہور و معروف گھڑیاں	"	۱۰ " ۲۵ "
ٹائم پیس معمولی اور امریکن بی ٹائم پیس	"	۴ " ۱۰ "
جاپانی آکس کلاک اور امریکن ایونیا کلاک	"	۱۰ " ۱۵ "

ڈریسنگ کیس اور جیب کی سلائی کی مشینیں اور انکے پرزہ جات بھی ہمارے ہاں فروخت ہوتی ہیں مال عمدہ باکفایت اور دیانتداری سے روانہ کیا جاتا ہے۔ فرمائش کرتے وقت اپنا پتہ واضح تحریر فرمائیں۔

لودیانہ کے نایاب تحفے

سر کو باندھنے کی سادہ اور صوفیانہ لنگیاں کلاہ دریاں ساختہ لودیانہ اور جفت پاپوش خاص ساختہ لودیانہ جو سادگی سبک پن اور مضبوطی کی وجہ سے دور دراز تک تحفہ بھیجی جاتی ہیں۔ ہماری معرفت منگوائیں۔

المشتہر:۔ شیخ محمد شفیع محمدی سوداگر چوڑا بازار لودیانہ

(اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شیخ محمد یوسف پبلشر کے لئے قادیان سے شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایڈیٹر نور فتوح میں

KHILAFAT LIBRARY

آہ! خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ کہاں تو وہ وقت جب کہ ہمارے بھائی ایک یا دوسری وجہ سے ہمارے ساتھ بات چیت کرتے بھی ہچکچایا کرتے تھے اور کہاں یہ وقت ہے۔ جب کہ رفتار زمانہ نے ہمارے دلوں میں یہ لہر پیدا کردی ہے۔ کہ یہ وقت مل کر کام کرنیکا ہے۔ آخر جماعت میں ہی کرامت ہے

رل مل پانچو گیجو کاج
جیتے ہارے آدمی نہ لاج

مبارک ہیں وہ جنہوں نے ضرورت زمانہ کو محسوس کیا اور ایسے سنہری اصول کو لیکر پیارے اسلام کی خدمت کے لیئے کمربستہ ہوگئے۔ ہم اپنے ہندو بھائیوں کی طرف دیکھتے ہیں۔ کہ ہندو کانفرنس میں سناتنی جینی بدھ۔ دیو سماج آستک ناستک وغیرہ وغیرہ غرضیکہ جس آدمی کے نام میں ہندی لفظ کا جزو پایا جاتا ہے۔ ہندو کانفرنس کا پنڈال اُسے اپنی گود میں لینے کے لیئے ہر وقت طیار ہے۔ اور تو اور اب کی دفعہ ہندو کانفرنس کے پردھان کی کرسی بھی اس شخص کی نذر کیگئی۔ جسکا ہر ایک اصول ہندو ازم کے بالکل خلاف ہے۔ جس کے لیئے اس بنتھ کا لیڈنگ اخبار خالصہ سماچار نہایت زور سے اسکے برخلاف پروپگنڈا کر رہا ہے۔ اور جس کے خلاف چیف خالصہ دیوان میں ریزولیوشن پاس کیئے جا رہے ہیں اور جن کے لیئے کانفرنس کے پردھان کی مذہبی پستک جس کے آگے وہ روز صبح اُٹھکر سر خمیدہ کرتا ہے اس کے برخلاف گواہی دے رہی ہے۔ اس میں نہایت صاف لفظوں سے یہ شلوک درج ہے کہ

ہندواناں مسلمان کاناں
دوہاں وچوں صوفی سیاناں

یعنی ہندو کانا ہے اور مسلمان ایک آنکھ والا مگر ان دونوں میں صوفی افضل ہے جسکی دونوں آنکھیں روشن ہیں مذہبوں کی نسبت یہ اس گورو کا حکم ہے۔ جسکا چیلا آج اپنے گورو کے واک سے منہ پھیر کر اندھوں میں شامل ہونا چاہتا ہے۔ مسلمان بھائیو! یہ تو اس قوم کا حال ہے جس کے ایک فرقہ کے اصول دوسرے فرقہ سے بالکل متضاد ہیں مگر وہ ضرورت زمانہ کو مدنظر رکھکر باہم شیر و شکر ہو رہے ہیں۔

مگر دوسری طرف ہم ہیں جنکا کلمہ ایک نماز ایک قرآن شریف ایک حج ایک کعبہ ایک مگر محض فروعات میں پڑکر ایک دوسرے پر تبرے بھیج رہے ہیں۔ اسلام نے ہمیں ایک سلک میں منسلک کیا۔ مگر ہم جہاڑ کی سینکوں کی طرح بکھرے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کو سخت ضعف پہونچا ہمسایہ قومیں تو جوانی کے جوبن میں مست الست مگر یہاں باہمی نا اتفاقی سے سیکنڈ پوزیشن پہنچ گئی مگر الحمد للہ کہ ان ٹھوکروں کے بعد پھر زندگی کی امید بندھی اور مسلمان بھائیوں نے اپنے گردوپیش کے حالات کو دیکھکر اسبات کو محسوس کیا کہ ہمیں اپنی زندگی قایم رکھنے کے لیئے سخت جد وجہد کی ضرورت ہے اور اس زندگی کو قایم رکھنے کا بہانہ نہ یہ ہے کہ بچھڑے ہوئے بھائیوں کو چھاتی سے لگایا جاوے اگرچہ اس کے لیئے ایک دو جگہ اور بھی تحریکیں اور کوششیں ہوئیں مگر وہ تحریکیں اور کوششیں ایک خاص جماعت کے ماتحت نہیں اسلیئے انکا اثر دیرپا نہ تھا۔ اگر تھا تو ایک بجلی کی چمک ہوگا ہے گا ہے اس اندھیر گھپ گھیر میں اپنی چمکیلی تیز روشنی دکھا کر زندگی کی چمکارو کہلا جاتی تھی۔ مگر محبت وہی دیرپا اور قابل اثر ہوتی ہے۔ جو بے غرض ہو سو الحمد للہ کہ اس عظیم الشان کام کا سہرہ مدرسہ شمس المدارس کے ناظموں کے سر پر ہے۔ جنہوں نے بغیر کسی قسم کی بیرونی کوشش کے خود بخود اسبات کو محسوس کیا کہ اس جلسہ میں مختلف فرقوں کے افراد کو جمع کیا جائے تاکہ اس کے عملی نمونہ سے یہ بات ظاہر ہو جائے کہ یہ کسی خاص فرقہ کا جلسہ نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں

اسلامیہ جلسہ ہے

جسکو یہ فخر حاصل ہے۔ کہ اس نے مدت کے بچھڑے ہوئے بھائیوں کو ایک پلیٹ فارم پر کھڑا کیا۔ مجھے ۱۲ ستمبر کو اس جلسہ کی شراکت کے لیئے دعوتی کارڈ ملا اگرچہ میں اسقدر عدیم الفرصت آدمی ہوں کہ میرے لیئے ایک یا دو دن کی فرصت بھی بہت مشکل ہے مگر ناظمان مدرسہ کی محبت بار بار شراکت کے لیئے میرے دل کو کھینچتی تھی اس اثنار میں میرا ارادہ کئی دفعہ ملتوی ہوا مگر دل میں ایک ایسی لگن لگی ہوئی تھی جو مقناطیسی اثر کی طرح مجھے اس طرف کھینچ رہی تھی میں نے اسکیلیئے اپنے واجب الاحترام بزرگ شیخ یعقوب علی صاحب کے ساتھ بھی ذکر کیا اور آپنے بھی یہی رائے دی کہ ضرور بر ضرور جانا چاہیئے۔ اسکے بعد بندہ نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھا اور آپنے فرمایا کہ شرعاً اکیلے آدمی کا جانا منع ہے کم از کم دو آدمی ضرور ہونے چاہئیں آخر نہایت سوچ وچار کے بعد ماسٹر عبدالرحیم صاحب کو میرے ساتھ جانا پڑا۔ اور ہم دونو بفضل تعالیٰ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء کو سینچر کے روز ۴ بجے شام کے قادیان سے روانہ ہوئے۔ اور ماسٹر عبدالرحیم کا میرے ساتھ روانہ ہونا گویا میرے لیئے ایک نیک فال تھی۔ کیونکہ بعض غلط فہمیوں اور اجتہادی بلند پروازیوں سے میرے اور ماسٹر جیکے تعلقات نہایت نازک حالت تک پہنچے ہوئے تھے۔ اور راستہ میں ہمیں تبادلہ خیالات کے لیئے نہایت عمدہ موقعہ ملا گویا اس سفر کی بسم اللہ دو بچھڑے ہوئے بھائیوں کے ملاپ سے شروع ہوئی۔ راستہ میں ہم باہمی بات چیت سے اس قدر محظوظ ہوتے تھے کہ گویا وہ سفر ہمیں اپنے گھر سے بھی زیادہ آرام دہ معلوم ہوتا تھا۔ چند میٹھی میٹھی باتوں کے بعد ہمارے دلوں میں یک لخت دعا کے لیئے لہر پیدا ہوئی۔ ماسٹر جی نے تو گاڑی کی سیٹ کو ہی مسجد بنا کر خدا کے حضور سر خمیدہ کیا۔

مگر جس سیٹ پر میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ آدمیوں سے

اسقدر پر تھی کہ اِدہر اُدہر سرکنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ مگر جس طرح بہتے ہوئے

"تلاطم کا روکنا مشکل ہے"

اسی طرح میں اپنی دلی امنگ کو بھی نہیں روک سکتا تھا۔ اپنے دائیں بائیں دیکھکر جب مجھے کہیں کوئی بھی جگہ نظر نہ آئی تو اچانک میری نظر اوپر والے بورڈ تختہ پر پڑی جو مسافروں کے اسباب کے لیئے ہوتا ہی اور کھڑے ہوئے مسافر کو ہر وقت اپنے آغوش مین لینے کے لیئے تیار رہتا ہے اسوقت اس تختہ نے مجھی اپنی طرف بلایا۔ اور میں اس تختہ کا اشارہ پاکر فوراً ایک چھلانگ لگا کر اوپر جا براجا یہاں میرے دائیں بائیں کوئی چیز مخل نہ تھی اور مینے کچھ عرصہ کے لیئے دنیاوی بکھیڑوں سے آزاد ہوکر اپنی چادر کو اوپر اوڑھ کر اور ایک مزیدار خلوت خانہ بنا کر رام سے لگن لگانی شروع کی اسوقت میں باوجود دنیا دار ہو کر دنیا سے نیارہ تھا۔ اور باوجود طرح طرح کے بندھنوں مین پھنس کر بالکل آزاد تھا۔ اسوقت مجھے اسقدر انند اور سرور آرہا تھا۔ کہ تمام دنیا کی راحت افزا چیزیں

اس مزا کے آگے ہیچ تھین

اس راحت افزا اور انند دائک سما میں جب کہ کوئی چیز میرے مخل نہ تھی مگر میٹھی میٹھی نیند نے خواہ مخواہ مجھے گدگدانا شروع کیا اور اس میٹھی نیند میں ایسے ایسے دلربا اور خوش کن نظارے نظر آئے جسکا اظہار اس جگہ چنداں ضروری نہین میں دونوں ہاتھوں سے اس انند دائک سما کے مزے لوٹ رہا تھا۔ کہ انبالہ کا سٹیشن نزدیک آگیا اور میں ایک اچانک آواز سے بیدار کیا گیا۔ اور جب ہم دوسری گاڑی میں بیٹھے تو پانچ چھہ گھنٹہ کے بعد ماسٹر جی اور میں باہمی بات چیت کرنے لگے تو ماسٹر جی نے اپنا خواب سنایا جو انہیں غنودگی کی حالت میں نظر آیا تھا۔ اگرچہ مین اسکا اظہار کرنا چنداں مناسب نہین سمجھتا مگر ماسٹر جی کی بار بار تاکید سے درج کیا جاتا ہے۔

ماسٹر جی کا خواب

یہ ہے دعا کرتے کرتے ماسٹر جیکو اونگھ آگئی اسوقت پہران سے پیارے حضرت خلیفۃ المسیح کی میٹھی میٹھی پیاری آواز آرہی ہے اور آپ "رفیع الدین" "رفیع الدین" پکار رہے ہین۔ یہ سن ماسٹر جی نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت کون "رفیع الدین" تو آپنے فرمایا کہ ہم نے فلاں گروہ کے جلانے کے لیئے محمد یوسف (اس عاجز) کا نام رفیع الدین رکھدیا ہے خیر باہمی میٹھی میٹھی اور پیاری پیاری باتوں سے ہمارا سفر نہایت آرام سے گزر رہا تھا۔ کہ دہلی کا سٹیشن آگیا۔ اور وہاں پر گاڑی تبدیل ہوتی تھی اسلیئے ہم دوسری گاڑی پر جو متھرا کو جانیوالی تھی سوار ہوئے وہاں مسٹر عبدالغنی اور دوسرے ایک اور جنٹلمین یہ دونو جنٹلمین بی۔ اے کے طالب علم تھے۔ سب ملاقات ہوئی ہمارے جانے پر انہوں نے اپنا دسترخوان بچھایا اور ہمین بھی کھانے کے لیئے مجبور کیا۔ اور اس مختصر قافلہ نے خوب مزے سے کھانا کھایا اس کھانا کھانے مین بھی اسلامی عظمت برس رہی تھی۔ کہ یہ صرف اسلام کو ہی فخر ہے۔ کہ ایک دینی بھائی دوسرے بھائی کیساتھ بے تکلف کھا پی سکتا ہے۔ دوسرے ادیان اس یگانہ فخر سے بالکل بے نصیب ہین اسی چہل پہل میں گاڑی اس پوتر بھومی میں پہونچی جہاں آج سے کئی صدیوں پہلے اس بھارت ورش کا روحانی باپ یعنی حضرت

کرشن علیہ السلام

اپنے گیان کی برکھا سے

لوگوں کے دلوں کو مطہر کر رہا تھا۔ اس پوتر بھومی یعنی متھرا مین ہم نے گاڑی تبدیل کرنی تھی اسلیئے ہمین اپنے مسافر دوستوں سے جبراً جدا ہونا پڑا۔ چونکہ گاڑی میں تقریباً دو گھنٹہ کی دیر تھی اسلیئے ظہر اور عصر کی نماز ہمنے متھرا کے سٹیشن پر ادا کی اور دو گھنٹہ کے بعد جب دوسری گاڑی کی گھنٹی ہوئی اور جب ہم اس گاڑی پر سوار ہوئے۔ تو سیدھی قنوج جانیوالی تھی۔ تو راستہ میں گاڑی پر جب ہمین متھرا پوری جمنا کے کنارے پر نظر آئی۔ تو یہ دل خوش کن نظارہ

KHILAFAT LIBRARY

دیکھکر ہمارے دلوں کو ایک خاص انداز اور سرور حاصل ہوا۔ اس دلکش نظارہ نے ہمارے دلوں کو ایسا کھینچا کہ جب تک وہ نظارہ ہماری آنکھوں سے اوجھل نہ ہوا۔ ہم برابر ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہے اور اس نظارہ کا آنکھوں سے اوجھل ہونا ہمین سخت شاق گزر رہا تھا مگر سوائے جدائی کے چارہ ہی کیا تھا۔ خیر اسی کمپارٹمنٹ میں ہمیں اسی علاقہ کے نائب تحصیلدار میاں غلام علیخان صاحب جو چند گھنٹوں کے لیئے ہمارے ہم سفر بنے وہاں کے مسلمانوں کے متعلق ذکر چھڑ گیا۔ آپنے وہاں کے مسلمانونکی ایسی دردناک حالت سنائی کہ سن کر

دل پارہ پارہ ہو گیا

آپ نے فرمایا۔ یہاں گاؤں کے گاؤں صرف مردم شماری کے لحاظ سے مسلمان کہلاتے ہیں ورنہ اصول اور شریعت اسلام سے بالکل ناواقف ہین انکی جہالت کا یہ حال ہے۔ کہ کلمہ تک نہین جانتے اور پشت ہا پشت سے بت پرستوں کے رسومات کے پابند چلے آتے ہیں۔ یہاں سینکڑوں ایسے زمیندار پائے جاتے ہیں۔ کہ پوچھو تو مسلمان اور نام کیسکا

اکبر سنگھ اور کیسا رام دہن سنگھ

وغیرہ ہے وہ لوگ ہندوں اور مسلمانوں کے نام مین مطلقاً تمیز نہین کر سکتے۔ انہوں نے ایک واقعہ سنایا کہ عید میں ایک قاضی جو صرف دونوں عیدین کے وقت امامت کرایا کرتا تھا۔ اب کی دفعہ کچھ زمیندار مسلمانوں کی اس امام سے ان بن ہوگئی۔ اور اُس زمینداروں گروہ نے اس امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے قطعاً انکار کر دیا۔ انکے ساتھیوں نے انہین بہت کچھ سمجھایا۔ بجھایا مگر وہ ایک ہی کہتے چلے گئے۔ کہ ہم تو اپنے دادا جی (پنڈت) صاحب کے پیچھے نماز پڑھینگے اس قاضی کے پیچھے ہرگز نہین چنانچہ اسی وقت انہوں نے پنڈت جیکو بلایا اسی عیدگاہ مین

نصف آدمیوں نے قاضی کے پیچھے اور نصف نے پنڈت کے پیچھے نماز ادا کی

ہم نے پوچھا پنڈت نے کسطرح نماز پڑھائی تو بیان غلام علی خان صاحب نے جواب دیا کہ پنڈت جی قاضی کے حرکات وسکنات کو دیکھتے جاتے تھے جس طرح قاضی جی کرتے تھے۔ اسی طرح پنڈت جی بھی ہو بہو نقل اتارتے جاتے تھے اس قصہ پر پہونچکر ہمارے پژمردہ اور افسردہ چہروں میں خفیف سے مسکراہٹ نمایاں ہوگئی کہ خواہ کچھ ہی سہی ان لوگوں نے پنڈت جیکو نماز تو پڑھادی مگر ان کی جہالت پر ہم آنسو بہائے بغیر نہ رہ سکے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں میں شدھی کی تحریک نہایت سہولیت سے کامیاب ہو رہی ہے۔ ان میں اکثر کئی نسلوں سے ہندوؤں کی آغوش میں واپس جانے کی التجا کرتے چلے آئے ہیں لیکن پراچین ہندوان کی اس التجا کو حقارت سے نامنظور کرتے رہے ہیں لیکن اب آریہ سماج نے انکو واپس لینے کے لیئے آغوش کھولدیا ہے۔ اور ان میں سے بعض اشدھ ہو چکے ہیں۔ ان برائے نام جاہل مسلمانوں کے آباؤ اجداد ہندو تھے۔ اور اسلامی تربیت اور تعلیم سے محروم رہنے کی وجہ سے پشتینی طریقہ خیالات چلے آتے ہیں۔ اور تاوقتیکہ علماء استقلال [illegible] سے ان لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے بہرہ مند کرنے کی کوشش نہ کریں اور ان کو سچا مسلمان نہ بنائیں کبھی بھی انکی حالت نہ سدھر سکیگی۔

ہمارے مقدس مذہبی ہادیوں کی سہل انگاری و غفلت خوفناک رنگ لائے بغیر نہ رہے گی اس نازک موقع پر محض باتیں بنانے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا بلکہ علماء کو اشاعت اسلام کے ولولہ کو از سر نو تازہ کرنا چاہیئے۔ اور اپنے تن من دھن سے اشاعت حق کے لئے کمربستہ ہو جانا چاہیئے۔ ہر ایک صوبہ میں تبلیغ اسلام کی انجمنیں قائم ہونی چاہئیں اور واعظین اور علماء کو ان مقامات میں بھیجیں تاکہ علمائے اسلام ان جاہل اور برائے نام مسلمانوں میں رہکر انکی مذہبی تعلیم و تربیت میں اسوقت تک مصروف رہیں۔ جب تک کہ وہ اسلام کے بڑے بڑے اصولوں سے اچھی طرح باخبر اور آگاہ نہ ہو جائیں۔ اور اس کے بعد وقتاً فوقتاً دورہ سے انکے دلوں کو نور ایمان سے روشن کرتے رہیں۔ اور انہیں میں سے کسی پڑھے لکھے آدمی کو جو علوم دین میں کسی قدر واقفیت رکھتا ہو۔ نیابتاً پیچھے چھوڑ آنا خصوصیت سے مفید ثابت ہوگا۔

خیر اسی اثنار گفتگو میں قاسم گنج کا سٹیشن آگیا اور وہ جنٹلمین ہم سے جدا ہوئے۔ قاسم گنج سے فتوح بہت نزدیک ہے۔ تقریباً چار بجے صبح کے گاڑی فتوح کے سٹیشن پر پہونچی۔ آگے سٹیشن پر ناظمان جلسہ کا ایک آدمی اور ہمارا ایک غریب بھائی شیخ محمد عبداللہ احدی ہمارے لینے کے لیے سٹیشن پر آئے ہوئے تھے جب ہم گاڑی سے اترے تو دوست نہایت خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ چونکہ سٹیشن سے شہر کوئی تین میل کے فاصلہ پر تھا اسلیئے ہمیں شہر جانے کے لئے ایک اکہ پر سوار ہونا پڑا۔ چونکہ رات کے چار بجے کا وقت تھا۔ راستہ میں ہر طرف ہو کا عالم طاری تھا اور بدر کا چاند نصف النہار سے مغربی سمت کو ڈھلک رہا تھا۔ غرضیکہ یہ ایک عجیب اندوہ پرسرور سماں تھا۔ ہم غالباً ۵ بجے کے قریب فتوح پہونچے اور اسوقت ناظم جلسہ کو جگانا نامناسب نہ سمجھا گیا۔ اور ایک چھوٹی سی مسجد میں ہمارے لیئے دو چارپائیاں مہیا کی گئیں۔ کیونکہ رات بھر کے جاگنے سے ہماری آنکھیں خمار آلودہ ہو رہی تھیں چارپائی پر لیٹتے ہی نیند آگئی۔ ابھی ایک گھنٹہ بھی نہ سوئے پائے ہونگے کہ ہمیں نماز کے لیئے بیدار کیا گیا۔ نماز سے فراغت پانیکے بعد ہم ناظم جلسہ کے پاس گئے۔ ناظم جلسہ ایک خندہ جبین نوجوان تھا۔ جس کی بھولی بھالی صورت اور سادی وضع اسکے روحانی رنگ کی شہادت دے رہی تھی۔ اسکے بعد ہم جلسہ کے پنڈال میں پہونچے جلسہ کا پنڈال نہایت شان و شوکت سے آراستہ کیا گیا تھا اور ہمیں ان نوجوانوں کی ہمت اور انکے دینی جوش پر رشک آتا تھا جو اپنی طاقت سے بڑھکر دینی کام میں منہمک تھے۔ اور ایک سے ایک دینی جوش میں بڑھ چڑھ کر تھا

خصوصاً ہمیں میاں عبدالغفور کا جوش نہیں بھولیگا۔ جو دینی کام میں تن من سے مصروف تھا۔ اور حسب ذیل علماء اس پنڈال کے پلیٹ فارم کی زینت تھے۔

KHILAFAT LIBRARY

(۱) مولانا سید محمد سراج الدین صاحب شاہجہانپوری (جو اس مدرسہ کے پرانے استاد ہیں)
(۲) مولانا مقبول حسین صاحب مدرس مدرسہ جامع العلوم کانپور
(۳) مولوی ابوالفرح عبدالحمید صاحب پانی پتی
(۴) باوا ابو رحمت صاحب میرٹھ
(۵) مولانا سید عبدالواحد صاحب فرخ آباد سکرٹری انجمن رفیق الاسلام
(۶) سید شاہ شفیع احمد صاحب دارثی اٹاوی

یہ دیکھکر شکریہ کے لیئے ہماری گردنیں اس رب الابرار کی درگاہ میں سجدہ کے لیئے جھکتی تھیں کہ ہزار ہزار شکر ہے اس احکم الحاکمین کا جس نے مسلمانوں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ یہ سال کر کام کرنیکا وقت ہے اور اس سے بھی بڑھکر ہمارے لیئے یہ امر اور زائد خوشی کا موجب ہوتا تھا کہ وہ لوگ جو آج سے کچھ عرصہ پہلے چند فروعات میں پڑکر ایک دوسرے کو حقارت کی نظر دیکھا کرتے تھے مگر آج وہ ایک ہی پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر ایک ہی تخیل کا پرچار کر رہے ہیں۔ ایک کو دوسرا مولانا! مولانا! کہکر پکارتا ہے اور باہمی ایسے شیر و شکر ہیں جیسا کہ آنحضرت کے نور پر ظہور کے بعد عرب کے مختلف قبائل باہمی شیر و شکر ہو گئے تھے۔

مولانا شاہ شفیع احمد کی تقریر سے جلسہ کا افتتاح

شروع ہوا۔ آپ ایک درویش صفت منش ہیں اور آپکی تقریر کا ہر ہر لفظ اس بات کو عیاں کر رہا تھا۔ کہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

اسکے بعد مولانا مقبول حسین صاحب مدرس مدرسہ جامع العلوم کانپور کی تقریر شروع ہوئی۔

آپ چوبیس پچیس سالہ نوجوان ہیں مگر بقول لیکدع

بالائے سرش زہوشمندی ۔ می تافت ستارہ بلندی

آپ کی تقریر میں ایک خاص جاذبیت تہی گو آپ کی تقریر میں زیادہ شعر شاعری کو دخل نہ تہا۔ مگر آپ کے پیارے اور پیم بہرے الفاظ سامعین کو محو حیرت کئے ہوئے تہے۔

KHILAFAT LIBRARY

انکے بعد پہر باوا ابو رحمت کی باری آئی آپ یہاں قرآن شریف اور حدیث شریف سے واقف ہین وہاں آپ وید و نکی تعلیم کے بہی خوب ماہر ہین۔ ہندو کمیونٹی مین بہت ہی کم لوگ ہونگے جو وید انوکول اور ویدک ارتہوں مین ان سے زیادہ واقفیت رکہتے ہون۔ اسلیئے آپکا لیکچر سامعین کو گرویدہ کرنیوالا تہا۔ پہر بندہ کی باری آئی۔ اس عاجز کا مضمون یہ تہا کہ

میں مشرف بہ اسلام کیون ہوا ہون

پہلے مینے از روے جنم ساکہی اور گرنتھ وغیرہ کے یہہ دکہلایا۔ کہ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ وید سمرتی پران تیرتھ جاترا مورتی پوجا وغیرہ کے سخت مخالف تہے جس سے یہ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ سناتنی اور آریہ وغیرہ نہ تہے۔ اب دیکہنا یہ ہے کہ آب کس روحانی چشمہ سے سرشار ہوئے۔ تو اس کے لیئے بندہ نے متعدد گرنتھ اور جنم ساکہی وغیرہ کے شلوک پڑہے جس مین اسلامی مسئلہ نماز روزہ وغیرہ کی مہما گائی گئی تہی جس سے یہ صاف پایا جاتا تہا۔ کہ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ سچے مومن تہے۔ اسکے بعد مینے یہ دکہلایا۔ کہ میں (نعوذ باللہ) آریہ کیوں نہ بن گیا۔ سو بندہ نے ویدوں سے متعدد منتر اور انکے بہاوٹی سبہا کی دعائیں حاضرین کے سامنے پڑہکر سنائیں جس کی بہیانک تعلیم مین ویدوں پر عقیدہ نہ رکہنے والوں کو پانی پی پی کر کوسا گیا تہا۔ ان مین بعض منتر ایسے خطرناک تہے جنکا ترجمہ کرنا بہی مینے عمداً چہوڑ دیا۔ ایسی بہیانک اور گہناؤنی تعلیم کو سنکر لوگوں کے نظروں کے سامنے آریہ سماج کی تعلیم کا نقشہ کہچ گیا۔ اس کے بعد مینے اسلام کی خوبیاں بیان کین لیکچر کے خاتمہ پر سنا گیا کہ آریہ مترکہتے تہے کہ اگر انگریزی راج نہوتا تو ہم

ایڈیٹر نور کا سر اتار دیتے

اس کے بعد مولانا ابو الفتح عبد الحمید صاحب بلیٹ فارم پر تشریف لائے۔ آپ کچہ مشق مناظر ہین آپ کو بہت سے سماجی اوپدیشکوں سے پالا پڑا ہے اور آپ زمانہ کا گرم سرد چشیدہ ہین اسلیئے آپ قرآن شریف کی ہر تعلیم کا ویدک تعلیم سے موازنہ کرتے تہے جس سے حاضرین پر ایک خاص اثر پڑتا تہا۔

پہر مولنا سید عبد الواحد صاحب فتح آبادی پلیٹ فارم پر تشریف لائے۔ آپ عربی اور فارسی زبان کے علاوہ انگریزی بہاشا بہرانی وغیرہ سے بہی آشنا ہین۔ جو ایک واعظ کے لیئے ضروری اسلیئے جب آپ مختلف زبانوں کے الفاظ بولتے تہے تو حاضرین پر آپ کی تقریر کا ایک خاص اثر پڑتا تہا۔ اور پہر جب آپ ساتہہ ساتہہ ویدک تعلیم کے بہی بخیے ادھیڑتے جاتے تہے۔ تو سونے پر سہاگہ ہوجاتا تہا۔ اور لوگ آپکی تقریر سن کر بہت محظوظ ہوتے تہے۔

پہر جناب ماسٹر عبد الرحیم صاحب پلیٹ فارم پر تشریف لائے۔

آپنے قرآن شریف کی فضیلت سے اپنا وعظ شروع کیا۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ کا بار بار ذکر فرمایا۔ اور پہر آپنے قرآن شریف کی چند پیشگوئیان بیان فرمائیں آپنے دوسرے ادیان سے اسلام کا مقابلہ کیا عورتونکی عزت کی طرف لوگونکی توجہ دلائی۔ ماسٹر صاحب جو اپنی تقریر مین کبہی کبہی بہاشہ کے اشعار پڑہ دیتے تہے وہ لوگونپر ایک خاص اثر ڈالتے تہے اگر ہمیں موقعہ ملا تو ہم انشاء اللہ تعالے کسی دوسرے ایشو مین ماسٹر صاحب کی تقریر درج کرینگے

اس کے بعد مولانا سید محمد سراج الدین صاحب اس مدرسہ کے پرانے استاد ہین مسند پر تشریف لائے۔ آپکی تقریر کا ہر ہر لفظ قدیمی بزرگون کی تقریر کو یاد دلاتا تہا آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسقدر پیار تہا کہ آپ لفظ لفظ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بہیجتے تہے۔

چونکہ آپ ہی اس مدرسہ کے پرانے استاد تہے اسلیئے آپ نے اپنے دست مبارک سے طلبار کو انعام تقسیم فرمایا اسوقت بفضل خدا مدرسہ شمس المدارس مین ۱۲ طلبار پڑہتے ہین۔ اور ۳ مدرس ہین۔ اس مدرسہ نے اچہے اچہے دیندار پیدا کئے ہین خود یہ جلسہ اس مدرسہ کے پرانے طلبار کی ہمت کا نتیجہ تہا۔ اس سے اندازہ لگ سکتا ہے۔ کہ اس مدرسہ مین دینی اشاعت کے لیئے کیسی روح پہونکی جاتی ہے۔ ہماری دل و جان سے یہہ دعا ہے۔ کہ یہ مدرسہ اور بہی بڑہے۔ اور پہلے پہولے اور اس کے شیرین پہل لوگون کے لیئے "امرت بچن" کا کام دین اور مین نہایت خوشی سے اسبات کا ذکر کرونگا۔ کہ یہ جلسہ نہایت کامیابی سے ختم ہوا۔ پنڈال مین سب علمار کو حفاظت اسلام اور اشاعت اسلام کی دہن لگی ہوئی تہی۔ جو عالم پلیٹ فارم پر تشریف لاتا تہا۔ وہی اس دہن کے راگ گاتا تہا۔ فروعات کو بالکل بالائے طاق رکہا ہوا تہا ہر ایک دوسرے کو اپنا بہای سمجہتا تہا۔ جو زندگی کے قیام کی عمدہ فال ہے الحمد للہ کہ مسلمان بہی مدت مدید کی گہری نیند کے بعد جاگے ہیں۔ اور انہون نے محسوس کر لیا ہے کہ اس وقت رل مل کہ کام کرنیکا وقت ہے۔ اور ہمین اپنی زندگی قائم رکہنے کے لیے سخت جدوجہد کی ضرورت ہے۔ چونکہ ناظمان جلسہ قنوج ہی نے پہلا قدم اس طرف اٹہایا ہے۔ اس نقطہ خیال سے بہی یہ جلسہ اپنی نوعیت میں نرالا ہے۔

سب سے بڑہکر جس بات نے ہمین بے دام غلام بنا لیا اور جو بات رہ رہ کر ہمارے دلون کو اپنے بہائیون کے حق مین دعا کے لیے پریرتی ہے۔ وہ ان ناظمان جلسہ کے حسن اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تہا ان بہائیون مین جو بہائی جتنی دفعہ ملتا تہا ہر دفعہ بغیر مصافحہ اور معانقہ کا کیئے نہ چہوڑتا تہا گویا ایسا معلوم ہوتا تہا کہ وہ حقیقی بہائی برسی جدائی کے بعد ملے ہین۔

آخری دفعہ جب ہم بعض دوستون کی ملاقات کے

لئے انکے دولت خانہ پر گئے۔ تو ہمین شیخ سلامت اللہ صاحب رئیس سوداگر عطر قنوج کے اخلاق علوی کا نمونہ کبھی نہین بھولیگا۔ اس بزرگوار نے مجھے اپنے پاس بٹھالیا۔ اور بندہ کے پاؤں دبانے شروع کردیئے مینے بہت اصرار کیا اور بار بار عرض کی کہ میں تو آپ کے بچّوں کے برابر ہوں یہ حق مجھے پہنچتا ہے کہ میں آپکے پاؤں دباؤں تاکہ آپ جیسے بزرگ کو مگر یہ بزرگ بار بار قرآن شریف کی یہ آیت پڑھتے۔

وانّك لعلیٰ خلق عظیم (سورہ القلم آیت)

جس آیت شریف کو سنکر میری آنکھوں سے آنسو ڈبڈبا آئے۔ کہ قرآن کی تعلیم کیسی بے نظیر تعلیم ہے اور اس میں کیسا اعلیٰ درجہ کے اخلاق علوی کا سبق دیا گیا ہے مگر ہم لوگوں کے دل دنیاوی دھندوں میں پڑکر کسقدر کھٹور ہو گئے ہین۔

ویسے تو ہم کل اہل شہر کے دل وجان سے مشکور ہین جنہوں نے اپنی بیمثال ہمدردی سے ہمیں اپنا دل وجان سے گرویدہ بنالیا۔ مگر ہم نظام الدین خان و عبدالغفور خان و محمد حسین رضؓ و محمد الیاس محمد منڈی و شیخ عبدالغنی صاحب و حاجی قدرت اللہ صاحب و بشارت اللہ صاحب و عبداللہ خان صاحب کے حسن سلوک کو کبھی نہ بھولینگے۔ جنہوں نے ہماری خاطرداری کے لئے سونا تک حرام کر رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان بھائیونکو بڑھ چڑھکر اجر عظیم عطا فرماوے۔ آمین یارب العالمین

درخواست دعا

ایک دوست احباب سے اپنے مقصد میں کامیابی کے لیئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ ناظرین دعا فرماوین۔ کہ اللہ تعالیٰ انہین اپنے مقصد مین مظفر و منصور کرے۔ آمین ثم آمین

اطلاع

خط و کتابت کرتے وقت نمبر چٹ کا حوالہ ضرور دین

مینجر

KHILAFAT LIBRARY

نوٹ بکاہ - رائیں

ایک نیک مشورہ

ہمعصر آریہ گزٹ اپنے لیڈنگ آرٹیکل مین لکھتا ہے کہ ہندو اور مسلمانوں کی تعدلو کا مقابلہ دلچسپ اور دردناک ہے دونو ایک ہی علاقہ میں ایک ہی حالت میں ایک ہی راجیہ کے ماتحت رہتے ہین لیکن پچھلی مردم شماری کی رپورٹ ظاہر کرتی ہے۔ کہ تیس سال گزرے ہندو مسلمانوں سے تعداد مین چار لاکھہ زیادہ تھی۔

لیکن جوں جوں سال گذرتے رہے ہندوؤں میں ایک عجیب پریشانی ہوتا گیا۔ دس سال کے اندر مسلمان ہندوؤں سے تعداد میں بڑھگئے ۱۹۰۱ء میں مسلمان ہندوؤں سے ۶ لاکھہ زیادہ بڑھگئے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوؤنکی اپیکشا مسلمان دوگنی تیزی سے بڑھ رہے ہیں اگر ہندوؤں میں ایک کی زیادتی ہوتی ہے تو مسلمان میں دو کی۔"

بیشک ہم اپنے ہمعصر کے اس دکھہ میں افسوس کئے بغیر نہین رہ سکتے مگر نیک مشورہ یہی ہے کہ نکاح ثانی کا پرچار کیا جائے اور ازدواج کو ترقی دیکر اسلامک شریعت سے مستفید ہوا جائے اسلامک تعلیم نرکپش اور نردوش ہے۔ اسکے آگے سوائے سرخم کرنیکے کوئی چارہ نہین اگر آج نہین کروگے تو کچھہ دن پاکر۔ بہرحال سر تسلیم خم کیئے بغیر چارہ نہین۔

ایڈیٹر آریہ گزٹ کی علمی لیاقت اور بابا گوربخش سنگھ بیدی کی وسعت معلومات کا ثبوت

ایڈیٹر آریہ گزٹ کا فاضل ایڈیٹر لالہ دیوانچند ایم۔ اے اپنے بہتک کے ایشو میں لکھتا ہے کہ بابا گوربخش سنگھ (پریذیڈنٹ ہندو کانفرنس

سکھوں کے لیڈر۔ اور **پوجنیہ گوروہیں**" آپنے اپنی تقریرین خاصکر جس بات کا ذکر کیا وہ یہ تھی۔ کہ ہندو اور سکھہ کوئی دو علیحدہ علیحدہ جاتیاں نہین بلکہ ایک ہی ہین"

اس میں اول آریہ گزٹ کے فاضل ایڈیٹر لالہ دیوان چند ایم۔ اے نے جو بابا گوربخش سنگھ کو سکھوں کا پوجنیہ گورو قرار دیا ہے یہ لالہ جیکی عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔ اگر لالہ جیکو سکھہ دھرم سے ذرا بہی واقفیت ہوتی۔ تو وہ اسوقت ایسی طفلانہ غلطی نہ کرتے گورو کی پدوی کی نسبت سکھوں میں حکم ہے کہ

سب سکھن کو حکم ہے گورو مانیو گرنتھ (دیکھو آدگرنتھ)

یعنی تمام سکھوں کے لیئے گرنتھہ ہی گورو ہے۔ علیحدہ گورو تھاپنے کی کوئی ضرورت نہین تمام سکھہ باہمی بھائی بھائی ہین۔ مگر آریہ گزٹ کا فاضل ایڈیٹر بابا گوربخش سنگھ کو بھی سکھوں کا گورو قرار دیتا ہے۔

دوم اول تو ہمین امید نہین پڑتی۔ کہ بابا گوربخش سنگھ نے یہ کہا ہو کہ سکھہ اور ہندو ایک ہی ہین اور اگر کہا بھی ہے۔ تو یہ بھی ایڈیٹر آریہ گزٹ کی طرح بابا جیکی عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔ جو بابا گوربخش سنگھ جی گرنتھ کے اس شلوک سے ناواقف ہین۔

ہندو اناں مسلمان کانان دوہاں وچوں صوفی سیانان

تو پھر کون عقلمند ہے جو جان بوجھکر بقول بابا نانک (اندھوں) میں شامل ہونا چاہیئے۔

بابا گوربخش سنگھ جی گرنتھ کی تعلیم سے بالکل کورے

آریہ گزٹ لکھتا ہے۔ کہ سیلا رام تھپیر بکل حال میں بابا گوربخش سنگھ

صاحب بیدی نے ایک دلچسپ کتھا کی جس میں آپ نے بڑی وضاحت سے یہ ثابت کیا کہ گورو صاحبان سری رامچندر کو پرمیشور کا اوتار جانتے تھے اور مانتے تھے کہ انکا نام لینے سے مکتی ہو جاتی ہے۔ گورو مہاراج سری کرشن کی مہما (حمد) گایا کرتے تھے۔ گرنتھ میں یگیو پوت

(جنیو) سے پیدا ظاہر کیا گیا ہے گرنتھوں میں ویدوں کی بھی تعریف کیگئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آریہ گرنٹ کے فاضل ایڈیٹر کی اجتہادی سپرٹ کا نتیجہ ہے۔ اگر نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ تو بابا گورنجش سنگھ صاحب بیدی کے بچن سے تو صاف ظاہر ہے۔ کہ بابا گورنجش سنگھ جی گرنتھ کی تعلیم سے بالکل کورے ہیں۔

گرنتھ میں کوئی ایسا شلوک نہیں جس میں رامچندر اور کرشن وغیرہ کو اوتار ظاہر کیا گیا ہو ۔۔۔ ہاں اس کے برخلاف گرنتھ میں یہ شلوک ضرور ہے۔

کرشن وشن کبھو نہ دھاؤں
جو ہر چاہوں سو تم سے پاؤں

(گرنتھ صاحب آدی)

یعنی کرشن اور وشن وغیرہ کی پوجا بے فائدہ ہے اپنی مشکلکشائی کے لیے اس قادر مطلق اور احکم الحاکمین کے حضور سر خمیدہ کرنا چاہیئے۔

یگیہ پوجا کے متعلق باوا جیکا یہ حکم ہے۔

جھوٹے جنیو جتن تیاگو (گرنتھ صاحب)

ارتھ جنیو وغیرہ جو بالکل لغو چیز ہے اسکو ترک کرو۔

اور پنڈتوں کے متعلق باوا صاحب کا یہ حکم ہے۔

پڑھ پڑھ پنڈت مونی تھکے وید دکھایا بھاس
ہر نام چیت نا آوی نہہ نچ گھر ہوئے باس

ارتھ۔ پنڈت اور رشی مونی وغیرہ بھی ویدوں کو پڑھ پڑھ کر مر گئے مگر حیات جاوِدانی حاصل نہ کر سکے وید تو سراسر قصص کہانی سے لبریز ہیں۔

کیا ان شلوکوں پر بھی کچھ حاشیہ چڑھانے کی ضرورت ہے۔ اب کون ہے۔ جو ان شلوکوں کی موجودگی میں بھی بابا نانک رحمۃ اللہ کو جنیو کا پیارا اور ویدوں کا اپاسک ماننے کے لیئے تیار ہو۔

افریقہ میں اللہ اکبر کا نعرہ

آفریقہ میں آجکل عیسائی مشنری اور اسلامی واعظین کی باہمی خوب چل رہی ہے آفریقہ میں آجکل ایک سوچار پروٹسٹنٹ مشنری پرچار کر رہے ہیں لوگوں کو گرویدہ کرنے کے لیئے آٹھ کالج اور ۵۹ تھیو آلوجیکل ٹریننگ سکول اور ۳۸ بورڈنگ ہائی سکول اور ۶۲ صنعتی سکول عیسائیوں کی طرف سے کھولے گئے ہیں۔ دو میڈیکل کالج اور ۸۳ ہسپتال اور ۱۰۷ ڈسپنسریاں بھی جاری کی گئی ہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

مگر ان لالچوں کے ہوتے ہوئے بھی گروہ در گروہ کشاں کشاں اسلام کی طرف امڈے چلے آرہے ہیں۔ باوجودیکہ وہاں کے اسلامی واعظین تاجر پیشہ اور مفلس لوگ ہیں مگر ہندوستان میں باوجودیکہ بڑے بڑے وظائف یعنی مرفہ الحال مسلمان آباد ہیں اور نت نئے سوسائٹی بھی اکھاڑے بھی گرم رہتے ہیں مگر اشاعت اسلام کا کام بہت رکا ہوا ہے جسکا سبب یہ ہے کہ افریقہ کے مسلمان تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلافت راشدہ کے طرز عمل پر چل کر نومسلموں کو دریا دلی سے اپنے کف میں ہر وقت لینے کے لیئے تیار رہتے ہیں مگر ہندوستان کے مسلمان غیر مسلم کو نومسلم بنا کر اسے گیدڑ کو لاپروانہ دیکھ در در کی بھیک منگوانے کے لیئے کمر بستہ رہتے ہیں۔

محمڈن مشنری سوسائٹی یا اسلامی مبلغین کی جماعت

غالباً ملک و قوم کو مدرسہ الٰہیات کے وجود اسکے مقاصد سے بخیری نہیں ہے ہاں ممکن ہے کہ کچھ حصہ کو اسکے برکات سے لاپرواہی ہو مگر امید لگائی جاتی ہے۔ کہ مدرسہ کی متواتر علمی کارنامے رفتہ رفتہ اس لاپرواہی کو بھی دور کرنے میں کامیاب ثابت ہونگے۔ قوم کو معلوم ہے کہ مدرسہ کا اصلی مقصد یہ ہے کہ محمڈن مشنری یا اسلامی مبلغین کی جماعت طیار کر کے اشاعت کے صیغہ کو باقاعدہ انجام دیا جائے۔ چنانچہ اسی غرض کے لیئے دو سال تک طلبار کو اشاعت اسلام کے متعلق ضروری علوم کی تعلیم دیجاتی رہی اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ۷ طالب العلم فارغ التحصیل ہوئے اور انہیں دنوں میں ان کے عطائے سند کا ایک عظیم الشان جلسہ قرار پایا تھا جس سے قوم کو بخوبی واقفیت حاصل ہو چکی ہے۔ لیکن ابھی مدرسہ کا اصلی مقصد پورا نہ ہوا تھا۔ کیونکہ وہ تعلیم کو عمل کا صرف آلہ سمجھتا ہے۔ نہ کہ مقصود بالذات اور نصب العین بلکہ اسکا مقصد اور فرض اوقت پورا ہوتا ہے جب کہ وہ اشاعت اسلام کے کام میں عملی حصہ لینا شروع کرتا۔ اور حق یوں ہے۔ کہ یہی مدرسہ کی زندگانی کا زرین دور ہو سکتا ہے۔ اس نقطہ پر پہونچکر افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ کہ بدقسمتی سے مسلمانوں میں ابتک کوئی باقاعدہ محمڈن مشنری سوسائٹی قائم نہیں ہے جو کرسچن سوسائٹیوں کے مانند باضابطہ طور پر ترویج دین کا کام انجام دے اور قوم کو اسپر کافی لبریسہ بھی ہو۔ مدرسہ کی خاموش اور اتحاد آمیز پالیسی کا یہ فرض ہوتا کہ اپنے طلبار کو اس مرکز سے متعلق کر کے اپنے عملی کاموں کی اسی جماعت کے ہاتھوں میں دیدیتا اس مجبوری سے اسکو اشاعت اسلام کے عملی صیغہ کو اپنے ہی ہاتھوں میں لینا پڑا۔ اور آج وہ مبارک دن ہے۔ جس میں مدرسہ الٰہیات کانپور قومی ضروریات کے لحاظ سے محمڈن مشنری سوسائٹی کی بنیاد رکھی کل فارغ التحصیل طلبار کو اس نے کافی تنخواہوں پر ملازم رکھکر ریاست مختلف مقامات تبلیغ و ترویج کے لیئے ان کے سپرد کر دیئے ان مشنریوں کا یہ فرض ہوگا۔ کہ اپنے اصلی مقاصد کے ضمن میں گورنمنٹ انگلشیہ کی برکات اور خوبیوں کا پبلک پر ظاہر کرتے ہوئے تاج اور تخت کی وفاداری دلوں میں نقش کرائیں اتحاد و اتفاق قائم رکھنے کے لیئے یہ قاعدہ رکھا گیا ہے کہ یہ مشنریز اپنے مقامی انجمنوں سے بلا معاوضہ کے تعلق ارتباط قائم رکھینگے۔ اور کبھی اپنے کو ان سے علیحدہ نہ سمجھینگے ہاں انکا اصلی تعلق اپنے مرکز مدرسہ الٰہیات سے رہے گا اور وہی انکے بحیثیت محمڈن مشنری سوسائٹی کے تمام ضروریات کو انجام دیگا۔ ہم اس مبارک سوسائٹی کے قیام کی اطلاع دیکر اپنی قوم کو اس سے روشناس کرانا چاہتے ہیں۔ اور امید لگائی جاتی ہے کہ اس مفید اور عظیم الشان مقصد سے جو رپورٹ شائع کریگی وہ (حافظ احمد اللہ آنریری سکریٹری مدرسہ الٰہیات کانپور)

مسلمان کلارکوں پر سختی محکمہ ڈاک

ہم نے کسی گذشتہ اشاعت میں ظاہر کیا تھا کہ محکمہ ڈاک میں اور دفتر صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہادر میں خصوصاً تعداد کلارکان نصف ہندو اور نصف مسلمان ہونی چاہیئے مگر اب ہم یہ دیکھکر کہ پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر کے دفتر میں بجائے ترقی کے اور کمی واقعہ ہو رہی ہے۔ اسکی وجہ صرف یہی ہے۔ کہ پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر کے کیمپ کلارک صاحب ہندو ہیں اور بوجہ متعصبی کے مسلمانوں کو بے طرح ذبح کر رہے ہیں۔ اور جب تک یہ صاحب اس پوسٹ پر رہیں گے اسی طرح ذبح کرتے رہیں گے جس کی نظیر ہم مفصلہ ذیل تبادلوں میں دکھاتے ہیں باوجودیکہ پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر نے صاف صاف حکم دیدیا تھا۔ کہ ماہ مارچ میں جس قدر کلارکوں کی ترقیاں اور تبدیلیاں ہوئیں۔ انکو نزدیک ترقی دیکر تبدیل کیا جاوے اگرچہ بہت کچھ اسپر عمل کیا گیا۔ مگر چند مسلمانوں کے ساتھ یہ قاعدہ بالکل ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ چنانچہ

سو روپیہ کے گریڈ میں صرف ایک مسلمان کو ترقی ملی تھی جو راولپنڈی سے ڈیرہ غازی خان تبدیل کئے گئے باوجودیکہ راولپنڈی میں اسسٹنٹ پوسٹماسٹری کی جگہ خالی تھی علاوہ اس کے سیالکوٹ میں ڈپٹی پوسٹماسٹری بھی اس کو دیجاسکتی تھی لالہ ٹھاکرداس کے وہاں سے یعنی ڈیرہ غازیخان سے تبدیل کرنیکی کیا ضرورت تھی صرف یہی کہ وہ اپنے مکان پر چلے جائیں اسی کے گریڈ میں چار مسلمانوں کو اکیس پوسٹوں میں سے ترقی ملی ہے۔ اگرچہ دونوں ہندو تبدیل کئے گئے ہیں مگر منشی غلام محمد جو انبالہ سے گوجرانوالہ اور منشی فضل الٰہی وزیر آباد سے دہلی چاندنی چوک تبدیل کئے گئے ہیں کیا اول الذکر کو انبالہ سے دہلی ہوشیارپور اور آخر الذکر کو سرگودہ انبالہ شہر یا پھگواڑہ تبدیل کرنے میں کچھ دقت تھی۔ ساٹھ سے ستر کے گریڈ میں ۵۳ پوسٹوں میں سے ۱۰ مسلمانوں کو ملے ہیں۔ اور سات آدمیوں کو یا تو اسی جگہ ترقی دیدی گئی ہے یا کچھ تھوڑے فاصلہ پر تبدیل کرکے مگر منشی خضر محمد سری نگر کشمیر سے دہلی اور منشی گلاب خاں گوجرانوالہ سے کوہاٹ منشی مبارک علی لورالائی سے خانقاہ ڈوگران منشی ایوب بیگ کرتارپور سے سانگلہ منشی شریف عالم پاکپٹن سے مردان۔ کیا انکے واسطے نزدیک کوئی جگہ نہ تھی منشی محمد حسین کشمیر سے دہلی تبدیل کئے گئے ہیں کوہاٹ راولپنڈی جہلم سیالکوٹ اور گلاب خاں گوجرانوالہ سے سیالکوٹ جہلم جالندھر ایوب بیگ جالندھر شہر پھلور نورمحل گڑھ شنکر۔ شریف عالم خانقاہ ڈوگران وزیر آباد وغیرہ میں مقرر نہیں ہو سکتے تھے؟

KHILAFAT LIBRARY

پچاس سے ساٹھ کے گریڈ میں ۶۱ پوسٹیں کل تھیں جن میں صرف ۱۲ مسلمانوں کو ملی ہیں جن میں سے سولے منشی محمد حسین، محمد نظیر تاج الدین کریم بخش اور علی بخش کو اور نو قریباً نزدیک ہی تبدیل کئے گئے ہیں یعنی منشی محمد حسین گولڈن ٹمپل امرتسر سے گھوڑا ڈاکہ اور منشی تاج الدین کو ڈونگہ گلی سے کہنہ تبدیل کیا گیا ہے کیا اچھا ہوتا کہ منشی محمد حسین کو کہنہ اور منشی تاج الدین کو گھوڑا ڈاکہ تبدیل کر دیتے محمد نظیر کو میانی سے مشہورہ تبدیل کیا گیا ہے کیا گوجرانوالہ امرتسر وغیرہ میں انکو جگہ نہ مل سکتی تھی منشی کریم بخش کو اوڈی سے پھاٹکوٹ تبدیل کیا ہے کیا انکو راولپنڈی جہلم سیالکوٹ وغیرہ میں اضلاع میں انکو جگہ نہ مل سکتی تھی اسی طرح منشی علی بخش کو دھرمسالہ سے کینل منڈی تبدیل کیا ہے کیا انکو گوجرانوالہ میں مقرر نہ کر سکتے تھے۔ جو اسقدر فاصلہ پر ان غریبوں کو تبدیل کیا گیا ہے۔

اور اسی طرح سے چالیس سے پچاس والوں کا حال ہے۔ اگرچہ یہ کل تبادلہ صاحب پوسٹماسٹر جنرل بہادر نے خود کئے ہیں مگر ہم اس میں کیمپ کلارک صاحب کو بری نہیں کہہ سکتے کیونکہ انکی اس میں بہت زیادہ مہربانی ہے۔ پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر کو کیا علم ہے کہ کون کون سی جگہ خالی ہیں۔ اور کہاں کہاں کس کس کو بھیجنا ہے یہ سب ہمارے کیمپ کلارک صاحب کی کارگذاری ہے اب کہاں ہے "ہندوستان" ذرا اپنے بھائی ہندو کا برتاؤ مسلمانوں کے ساتھ ملاحظہ کرے کہ کس طرح ہمارے غریب مسلمانوں کو اتنے دور دراز فاصلہ پر تکلیف دہ مقامات میں تبدیل کرایا ہے اور ایک منصف مزاج افسر کو دھوکہ دیکر ایسے انتظام کرائے ہیں۔ اور ہندوؤں کو قریباً انکے گھروں میں بھیجدیا ہے۔ اسلیئے اب ہم اس منصف مزاج پوسٹماسٹر جنرل صاحب بہادر سے بڑی عاجزی سے درخواست کرتے ہیں کہ براہ غربا پروری اور رحم کے اول کو نصف تعداد ہندو مسلماناں کی اپنے دفتر کے اسٹاف میں کریں اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو کم از کم کیمپ کلارک تو ضرور مسلمان مقرر کریں تاکہ مسلمانوں کی جو خونریزی اس میں ہوئی ہے۔ اس سے یہ محفوظ رہیں اور حضور کے مال و جان کو دعا دیتے رہیں۔

(راقم ایک خیر خواہ)

بابا گوربخش سنگھ بیدی کے برخلاف سری گورو سنگھ سبھا راولپنڈی کا ریزولیوشن

یہ جلسہ بابا گوربخش سنگھ جیکی اس کارروائی پر افسوس ظاہر کرتا ہے جو اُن سے ہندو کانفرنس کے دوسرے جلسہ پر پٹیالہ میں سکھوں کی مخالف پارٹی ہندو بنکے تھے چڑھکر پریذیڈنشل ایڈریس میں سری گورو گرنتھ صاحب کے ارتھ الٹ پلٹ کرنے میں سرزد ہوئی۔ بابا گوربخش سنگھ جیکے اس دعوے کو جو انہوں نے کانفرنس کے پنڈال میں سکھوں کا گورو ہونا ظاہر کیا ہے جھوٹا سمجھتا ہے۔ اور بابا گوربخش سنگھ جیکو سکھوں کی مخالف پارٹی یعنے ہندوؤں کی زیر اثر دیکھکر یہ جلسہ نہایت افسوس ظاہر کرتا ہے۔ اور گورو مہاراج کے حضور پر ارتھنا کرتا ہے۔ کہ ست گورو مہاراج کرپا کرکے بابا جیکو گیان کی روشنی عطا فرماویں۔ تاکہ باباجی گرنتھ صاحب کے وہی ارتھ کرنیکے قابل بن سکیں جو ارتھ انکے آباو اجداد کرتے آئے ہیں۔ (خالصہ سماچار گورمکھی)

کیا آپنے ابھی تک نور کا ایک خریدار پیدا کیا؟ اگر نہیں تو جلد اپنا فرض ادا کرکے سبکدوش ہو جیئے۔ مینجر

خاص نور کے لیئے

ضرورتِ اسلام

از

روئے مسلمات آریہ سماج

گزشتہ سے پیوستہ

اسلام کی آریہ ورت کو ضرورت

عرب کو اصلاح یافتہ مہذب ملک ماننے کے لیئے ہمین یہ بھی دیکھنا چاہیئے - کہ آیا اسلام سے پہلے اس کی پولٹیکل حالت ایسی تہی کہ ہم اسے ایک مہذب ملک کہہ سکیں یا کم از کم جس سے یہ ظاہر ہو - کہ یہ ملک تہذیب کا اثر قبول کرنے کے لیئے تیار تہا - اس ملک میں باقاعدہ گورنمنٹ کوئی نہ تہی اور نہ کوئی انتظام یا امن کی صورت ہی تہی ہر ایک قوم میں ایک الگ سردار تہا اور وہ بہی صرف اس غرض کے لیئے کہ دوسری اقوام سے لڑائی کیوقت وہی انکا پیشرو ہو - حقیقی معنوں میں کوئی گورنمنٹ موجود نہ تہی - انکا قانون طاقت ہی تہا اور جو شخص تلوار چلانے میں افضل ہوتا اسی کی بات بہی مانی جاتی تہی لیکن ہر ایک فرد سے لیکر کل قوم تک حکومت کا جوا نہ اٹھا سکتے تہے - اور آزاد ہی رہنا چاہتے تہے - باہمی اقوام مین جنگوں کا سلسلہ جاری رہتا تہا اور کوئی صورت ایسی نہ تہی جس سے یہ امید ہو سکے کہ یہ قومیں کبہی ایک ہو کر تہذیب کے اثر کے نیچے آنیکو تیار ہین ولیم میور جو ایسا ہی متعصب اور اسلام کا پکا دشمن ہے - جیسے آریہ لوگ مگر تاریخی واقعات کے قبول یا رد کرنے مین آریہ لوگوں سے بہت محتاط ہے - وہ بہی اپنی کتاب لائف آنحضرتؐ کے دیباچہ میں لکھتا ہے - کہ سب سے پہلی خصوصیت جو ہماری توجہ کو کھینچتی ہے وہ عربوں کا بیشمار حصوں میں تقسیم ہونا ہے - جو ایک ہی زبان کے بولنے والے اور اپنے خیالات و اطوار مین قریباً یکسان ہین - مگر ہر ایک بجائے خود خود مختار رہے - کبہی اپنی حالت پر قانع نہین اور اکثر ایکدوسرے کے ساتہہ جنگ میں مشغول ہین بلکہ جہاں رشتہ داری کی وجہ سے یا کسی فائدہ کی غرض سے ایک قوم کے دوسری سے تعلقات بہی پیدا ہوئے ہین - وہاں بہی چہوٹی چہوٹی باتونپر تعلقات کو قطع کرنے اور جنگ کرنے کے لیئے ہر وقت تیار بیٹھے ہین - یہی حالت اسلام کے زمانہ تک چلی آئی ہے - کہ کبہی کوئی کسی دوسری قوموں میں باہم اتفاق ہوا بہی ہے تو چند دنون ہی وہ خطرناک جنگ میں مبتلا ہو گئے ہین - اور تمام کوششین جو اسلام سے پہلے انکے ایک کرنے کے لیئے کی گئیں وہ بیسود اور ناکام ثابت ہوئیں انکے بعد اب غور کرنا چاہیئے - کہ وہ کیسی عظیم الشان طاقت تہی جس نے ان سب بکھرے ہوئے اجزا کو یوں ایک کیا - کہ گویا وہ کبھی الگ تہے ہی نہیں چنانچہ اس وحدت کو اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں اپنی عظیم الشان نعمتوں میں سے ایک نعمت کے طور پہ بیان فرمایا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے - واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً ۔ وکنتم علیٰ شفا حفرۃٍ من النار فانقذکم منہا (آل عمران رکوع ۱۱ آیت ۱۰۳) یعنی اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب تم ایکدوسرے کے دشمن تہے - پہر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں مین الفت پیدا کی اور تم اس کے فضل سے بہائیوں کی طرح ہو گئے اور تم آگ کے گڑہے کے کنارے تہے - (یعنی ہمیشہ کے لیئے باہمی خانہ جنگیوں میں مبتلا رہتے تہے) اب خدا نے تمکو اس سے بچا لیا

KHILAFAT LIBRARY

اگر معترض بجائے متعصبانہ شر انگیز تحریر کے ذرا سا بہی تحقیق حق سے کام لیتا اور عرب کی حالت قبل اسلام پر غائر نظر ڈالتا - تو اسپر ثابت ہو جاتا کہ عرب لوگ اخلاقی اور تمدنی قوانین سے اپنے ہندی بہائیوں کی طرح محض ناآشنا اور حقیقی مذہب سے جاہل مطلق تہے اور علوم و فنون کی ناواقفیت مقصود بالذات نہین اگرچہ وہ بہی اس میں شامل تہی شاعری نے ان کو اخلاقی یا تمدنی قوانین نہیں دیئے تہے اور نہ ہی شعرگوئی سے انکی مذہبی جہالت دور ہو گئی تہی - ان میں زندہ لڑکی کو دفن کرنیکی وحشیانہ رسم جاری تہی اور ایک ایک عورت کا کئی خاوندوں سے تعلق ہوتا تہا جیسا کہ ہند میں دروپدی کے پانچ خاوند تہے - عرب میں قوانین نکاح کے متعلق پرلے درجہ کی آزادی تہی نہ نکاح کرنے میں کوئی روک تہی اور نہ اخلاق دینے میں کوئی روک تہی خاوند جب چاہتا عورت کو چہوڑ سکتا تہا - عورتونکی حالت بہت گری ہوئی تہی اور بعض وقت ان سے جو سلوک ہوتا تہا وہ انسان سمجہکر نہ ہوتا تہا - بلکہ انکو جائداد کا ایک حصہ تصور کر لیا جاتا تہا - اور باقی جائداد کے ساتہہ وہ ورثہ میں جاتی تہی اور وارث اگر چاہتا تو ان سے نکاح کر لیتا خواہ وہ اس بات پر رضامند ہوں یا نہ ہوں اسی قبیح رسم سے وہ وحشیانہ رسم بہی پیدا ہو گئی تہی یعنی بیٹے کا باپ کی عورتوں سے نکاح کر لینا جس کے روکنے کے لیئے قرآن شریف کو حرمت علیکم امہٰتکم کہنا پڑا - زنا کی کثرت حد سے گزری ہوئی تہی شرابخوری ایسی عام تہی جیسے اس زمانہ میں انگلستان میں ہے - قمار بازی کی یہ حالت تہی - کہ جائداد کو ہار دینے کے بعد اپنی آزادی بدنی اور اپنی عورتوں تک کو بدنے سے بہی دریغ نہ کرتے اور غلامی اختیار کرتے تہے - جیسے کہ ان کے ہندی بہائی پانڈوں نے اپنے آپکو اور اپنی بیوی دروپدی کو قمار بازی میں ہار دیا تہا اور راجہ نل قمار بازی میں سلطنت بہی کہو بیٹھا مندرجہ بالا چند سطور کے ملاحظہ سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے اہل عرب بہی اہل ہند کی مانند سخت بداخلاقی اور بدتہذیبی میں مبتلا تہے یہ تو عام لوگونکی حالت تہی مگر اسوقت جو مذہبی عقاید عرب کے لوگوں کی تہے ان سے اس سے بہی زیادہ صاف شہادت انکی جہالت اور توہم پرستی کی ملتی ہے انکے مذہب مین نہ صرف بتوں کی پرستش ہی چلی آتی تہی بلکہ

قدرتی طاقتوں مثلاً ہوا وغیرہ اور سورج چاند ستاروں کی پرستش بھی ہوتی تھی اور اس سے بھی بڑھکر یہ کہ پتھروں درختوں اور ڈھیروں کی پرستش کیجاتی تھی جہاں کہیں انکو اچھا پتھر نظر آتا اسکو سجدہ کرتے اور اگر یہ نہوتا تو ریت کے ایک ڈھیر پر اونٹنی کا دودھ دوہ کر اس کی پرستش کرتے انسانوں کی قربانیاں بھی انکے درمیان ہوتی تھیں۔ ہر ایک ضروری کام کرنے سے پہلے وہ اپنے بتوں کی مرضی معلوم کرنیکے لیئے تیروں کے ذریعہ فال نکالتے تھے۔ ان سب توہم پرستوں کے باوجود وہ لوگ لامذہب بھی تھے اور انکے اندر وہ لوگ بھی تھے جو قیامت کے منکر تھے اور انکا مذہب یہی تھا کہ انسان کی زندگی کی غایت کھانا پینا ہی ہے۔ جو لوگ حیات بعد از موت کے قائل تھے انکا یہ دستور تھا کہ جب کوئی ان میں سے مرجاتا تو اس کی قبر پر ایک اونٹ کو باندھدیتے اور اسکو بھوکا پیاسا رکھکر مارتے کہ تا قیامت کے دن مردہ اسی پر سوار ہو۔ یہ بھی ان کا عقیدہ تھا کہ مردہ کی روح قبر پر الو کی شکل میں اڑتی پھرتی رہتی ہے اور اگر مردہ مقتول ہو تو وہ اسقنی اسقنی پکارتا رہتا ہے جبتک کہ مقتول کا قصاص نہ لیا جاوے یہ اکثر کہا جاتا ہے جیسا کہ معترض دیانندی نے لکھا ہے۔ کہ وہ خدا پر بھی ایمان لاتے تھے مگر انکا خدا کی ہستی پر ایمان محض لفظی ہی لفظ تھے عملی طور پر وہ خدا کو کچھ نہیں مانتے تھے۔ کیونکہ انکا خیال تھا کہ اللہ تعالے نے تمام قوموں کی انجام دہی مختلف بتوں دیویوں دیوتاؤں کے سپرد کر رکھی ہے۔ اور اسلیئے خدا کی پرستش کی یا اس سے دعا مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ بتوں کی طرف ہی تمام حالت میں رجوع کرنا چاہیئے۔ القصہ انکا قومی مذہب سخت بت پرستی اور پرلے درجہ کی وحشیانہ توہم پرستی تھی۔

غرض اخلاقی تمدنی اور مذہبی پہلو سے عرب پر بدکاری اور توہم پرستی کی ایک سخت تاریک رات چھائی ہوئی تھی جس میں سیاہ ابر نے رات کی تاریکی کو اور بھی بڑھا دیا تھا۔ عرب کی شاعری اس گھٹا ٹوپ تاریکی کے اندر صرف ایسی تھی جیسے کہیں سے بادل کا ٹکڑا پھٹ کر ایک پھیکے ستارے کی روشنی نظر آجاتی ہے اسی ستارے کو مخالفین اسلام شمس نصف النہار بناکر دکھانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں؛

معترض نے محض تعصب مذہبی سے کام لیکر جگہ بجگہ کتب مقدسہ اور اناجیل کے پرچار اور اس کے اصولوں کی پیروی کے رنگ میں عربوں کا رنگین ہونیکا بار بار اعادہ کیا ہے۔ یعنی ان کتب کی تعلیم اہل عرب پر اپنا پورا قابو پا چکی تھی۔ مگر افسوس کہ اندھے معترض کو صرف اعتراض سے ہی کام ہے اگر وہ اناجیل کی معرفت کے اثر کو موجودہ تہذیب یافتہ انگلش ممالک میں دیکھتا تو اسے معلوم ہوجاتا۔ کہ عیسائیت کا عام طور پر صرف ایک ہی نیک اثر تسلیم کیا جاچکا ہے۔ معترض چاہے تو اسے نیک اثر کہہ لے اور وہ یہ ہے کہ اس کے وجود سے دنیا میں شرابخوری قمار بازی وغیرہ وغیرہ ۔ ۔ ۔ بہت پھیل گئی ہے اور جہاں جہاں اسکا قدم گیا ہے وہاں یہ بدکاریاں لازم طور پر ساتھ گئی ہیں۔ اسبارے میں کہ آیا ایام جاہلیت میں جو عرب میں شرابخوری اور قمار بازی کی کثرت ہوگئی تھی۔ وہ بھی اسی مذہب کی طفیل تھی۔ ہم ابھی کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس معاملہ میں ہم نے پوری تحقیقات نہیں کی البتہ حضرت علی رضؓ کا ایک قول با سورتہ سمتھ نے دوزی کی سند پر نقل کیا ہے اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ واقعی عرب میں عیسائیت کی شرابخوری کی شہرت پہلے زمانہ میں بھی تھی اور تریز قیاس ہے۔ کہ عیسائیت کے آنے سے اس بری میں عرب نے اور بھی ترقی کی ہو۔ با سورتہ سمتھ عرب میں عیسائیت کیحالت پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ:۔ حضرت علی رضؓ اسبات کے کہنے میں حق پر معلوم ہوتے ہیں کہ بنی تغلب عیسائی نہیں انہوں نے عیسائیت سے سوائے شرابخوری کے اور کچھ نہیں لیا" جاہلیت میں عیسائی شاعر بھی تھے اور انکے شعروں سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اگر عرب سے بڑھکر نہیں۔ تو عرب کے برابر ضرور بدکاریوں میں غرق تھے۔ میور جیسے متعصب عیسائی کو یہ کہنا پڑا ہے کہ "ساتویں صدی کی عیسائیت نہایت گری ہوئی اور فاسقانہ حالت میں تھی مختلف فرقوں کے جھگڑوں سے یہ کسی کام کی نہ رہگئی تھی اور ابتدائی زمانہ کے پاک ایمان کی بجائے وحشیانہ توہم پرستی اس میں رائج ہوگئی تھی" اب اسبات کا فیصلہ متعصب آریہ معترض میور کے جانشینوں سے کرے کہ آیا عیسائیت کی وہ حالت تھی جسکا اقرار میور نے کیا ہے۔ یا جو خود معترض پیش کرتا ہے۔ کہ وہ معرفت کی تعلیم دینے کے قابل تھے عیسائیت خصوصاً اس زمانہ میں جسکا ذکر معترض آریہ کر رہا ہے خود اللہ کے نام سے بے خبر تھی۔ کیونکہ جس خدا کی پرستش عیسائی کرتے تھے وہ ایک مرا ہوا انسان تھا۔ اور مختلف عیسائی فرقوں کے باہمی تمام جھگڑے یسوع اور اسکی الوہیت کے متعلق تھے۔ نہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے متعلق عیسائیت شروع سے لوگوں کو خدا کی طرف نہیں بلاتی رہی بلکہ یسوع کی طرف بلاتی رہتی ہے۔ اور اسکا تمام زور یسوع پر ہی خرچ ہوا ہے خدا کا تو شاید کبھی بھول کر ہی عیسائی صاحبان نام لیتے ہونگے۔ یہی وجہ تھی کہ عرب میں عیسائیت سخت ناکام رہی کیونکہ جہاں عربوں نے بتوں اور دوسری اشیاء کو چھوٹی چھوٹی خدا بنا رکھا تھا عیسائی مذہب ایک مردہ انسان خدا کے طور پر پیش کرتا تھا۔ اور کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ لوگ اپنے پرانے بتوں کو چھوڑ کر ایک نئے بت کے پیچھے لگتے الغرض باوجود عیسائی مذہب کے عرب میں موجود ہونیکے عرب اسی جہالت اور تاریکی کے گڑھے میں پڑے رہے جس میں وہ پڑے ہوئے تھے بلکہ شاید کچھ اور بھی پستی کی طرف ہی ان کی حالت چلی گئی۔

KHILAFAT LIBRARY

ہندو اور عرب کی جو حالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے تھی اسکو میں بیان کر چکا ہوں اور اس حیرت انگیز تبدیلی کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نفس کے ذریعہ کل دنیا میں ظاہر ہوئی

ابھی طرح سمجھنے کے لئے اب میں یہ بیان کرونگا کہ آپؐ سے پہلے ملک عرب میں اتفاق پیدا کرنے اور اس کی اخلاقی تمدنی اور مذہبی حالت کی اصلاح کرنیکے لئے کس کس قسم کی کوششیں ہو چکی تھیں۔ ملک ہند کی اصلاح کی جو کوششیں آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے ہو چکی تھیں وہ اس مضمون کی شروع میں بینے دیانند بانی آریہ سماج کی تحریر سے لکھدی ہیں اب ملک عرب کی سنیئے۔ بعد اس کے کہ عرب حضرت اسمٰعیلؑ کے پاک مذہب کو چھوڑ کر بت پرستی پر جم گئے تین بڑی تحریکیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ملک عرب کی اصلاح کے لئے ہو چکی تھیں (۱) یہودیوں کی کوششیں۔ جن میں سے تیسری کوشش ایک نہایت کمزور کوشش تھی اور پہلی دو طاقتور اور زبردست کوششیں تھیں جن کے ساتھ حکومت کا رعب بھی تھا۔

(۱) یہودیوں کی کوشش عرب کی اصلاح کے لئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً سات سو سال پہلے یہودی عرب میں آباد ہو گئے تھے اور غالباً بخت نصر کی تکلیف دہی کی وجہ سے اس ملک میں انہیں امن تلاش کرنا پڑا۔ سب سے پہلے وہ خیبر میں آباد ہوئے۔ جہاں حضرت عمرؓ کے زمانہ تک وہ آباد رہے پہلے جلاوطنوں کے بعد طیطوس اور ہیڈیز کے وقت میں اور بہت سے یہودیوں نے عرب میں پناہ لی۔ جب انکے قدم اسجگہ جم گئے تو انہوں نے یہودی مذہب کی تبلیغ اہل عرب کو شروع کی انکا مذہب خالص توحید تھی اور اسلیئے عرب کی بت پرستی اور دوسری اشیاء کی پرستش سے بہت بڑھکر وقعت رکھتا تھا۔ علاوہ ازیں بنی اسرائیل اور عرب دو بھائیوں کی طرح تھے۔ کیونکہ عرب بنی اسماعیل تھے اور اس طرح پر دونوں کے جد اعلےٰ حضرت ابراہیمؑ تھے۔ ایسی قرابت کی صورت میں عرب کا سلوک بنی اسرائیل سے وہ نہ ہو سکتا تھا جو اجنبیوں کے ساتھ وہ کرتے تھے۔ یہود کو اول اول اپنی کوششوں میں کامیابی بھی ہوئی۔ کیونکہ کئی امور میں پہلے بھی انکا اشتراک تھا۔ لیکن یہودی مذہب کے اندر سے وہ قوت زائل ہوتی گئی جو مذہب میں ایک روح کے طور پر ہونے سے دوسروں کو اپنی طرف کھینچنے کا ذریعہ ہوتی ہے چنانچہ ابتدا میں بعض عرب اقوام کے اندر یہودی مذہب کو قبولیت حاصل ہوئی مگر یہ سلسلہ جاری نہ رہا اور عرب میں عام حالت میں یہودی مذہب کے اثر سے کچھ بھی تغیر واقع نہ ہوا اور وہ اسی جہالت اور توہم پرستی میں غرق رہے جس میں یہودیوں کے آنے سے پہلے وہ غرق تھے۔

(۲) عیسائیوں کی کوشش اہل عرب کی اصلاح کے لئے

یہودیت کی ناکامی کے بعد عیسائیت کا دور شروع ہوا

KHILAFAT LIBRARY

کچھ عرصہ کے لئے خاص رعایت

مندرجہ ذیل کتابیں جو پوری قیمتوں پر بھی دھڑا دھڑ فروخت ہو رہی ہیں ناظرین اخبار ہذا کو کچھ عرصہ کے لئے خاص رعایت سے دیجاوینگی مطلوبہ کتب جلد منگوا لیجئے اور اپنے دوست احباب کو بھی اس رعایت سے مطلع فرما دیجئے ورنہ کتابوں کے ختم ہو جانے یا میعاد گذر جانے بعد افسوس کرنا پڑے گا۔

قابل دید ناول	عہ	۱ر	فردوس بریں مصنفہ شرر	عہ	۸ر	پشیمانی		۱۰ار	۲ر	سونے کی چڑیا	عہ ۱ر	۶ر	سوانحعمری بدھ دیو	عہ ۸ر	۸ر	عجائبات عالم	۸ر	۲ر	رسم ورواج	۱۲ر	۲ر
بوستان خیال	عہ	۱ر	دلکش ہر دو حصہ	عہ	۶ر	تصویر حسرت		۱۲ر	۶ر	فانوس خیال	عہ ۸ر	۶ر	ر حاتم طائی	۳ر	۱ر	خواتین اسلام	۱۰ر	۵ر	الفاسیلہ	عہ	۱۲ر
وہ عورت جسنے کہ کیا	۱۲ر	۳ر	پدم کلا	۱۴ر	۷ر	ر حیرت	عہ	۸ر	۶ر	شہزادہ چین	۸ر	۳ر	مہابھارت کلاں	جلد	لئے	تذکرہ خواتین جہیز	عہ ۲ر	۸ر	مدیح الجمال	۲۴ر	۲ر
کامنی الفرد حسن رنگ	عہ	۸ر	شمع سحر	۱۲ر	۶ر	جادوگر	عہ	۱۴ر	۷ر	پدماوت	عہ	۳ر	ر خورد			سوانحعمری شیخ الہند	عہ ۸ر	۳ر	معراج نامہ	۲۴ر	۱ر
فاتحہ بنگال	عہ	۶ر	سرخ حرف	۸ر	۳ر	شعبدہ بنگی	عہ	۸ر	۶ر	مریم	عہ	۱۴ر	تاریخ جہانگیر	جلد	لئے	متفرق کتب			دعوۃ بہشت	۱۲ر	۱ر
من موہنی	۱۲ر	۳ر	مہر النسا	عہ	۱۴ر	جمیل وشکیلا		۱۴ر	۳ر	دھوکا باطنی فانوس	عہ	۱۴ر	رمائن بالمیکی	۵ر		مسلمان میم	۱۲ر	۱۰ر	اخبار الاخرت	۱۴ر	۲ر
تیز چاقو	۶ر	۳ر	زیاد علاوہ	۱۰ار	۶ر	ایم اے کیوں ہوئی	عہ	۱۴ر	۴ر	فاتح نادری	عہ	۶ر	نور جہاں وجہانگیر	۸ر	۲ر	مرات النسا	۳ر	۱۲ر	اشاعت تعلیم	۱۴ر	۹ر
فوٹو کی عاشق	۶ر	۳ر	انسپکٹر جنرل	۶ر	۱۰ر	چنچل کماری		۸ر	۲ر	توبۃ النصوح	عہ	۸ر	حیات اورنگ زیب	۱۲ر	۳ر	ہجرت محمدی	۱۴ر	۳ر	رازحقانی فیض رحمانی	۱ر	۱۰ر
انجام معصیت	۱۲ر	۳ر	خودکشی	۶ر	۵ر	حسن اتفاق		۸ر	۳ر	خیابان اخلاق	عہ	۶ر	ر حیدر	۸ر	۲ر	تبلیغ الاسلام	۱۴ر	۳ر	رسالہ دورت	۱ر	۱۰ر
ایشیائی شاعری	عہ	۶ر	پیسہ کا غلام	عہ	۵ر	گیتی آرا		۸ر	۴ر	دولت کمانیکا فن	عہ	۸ر	ر دوست محمد خاں	۸ر	۲ر	سراج محمدی	عہ	۱۰ر	حکایت الصالحین	۱ر	۱۰ر
لکشمی	عہ	۶ر	مسٹریز آف لاہور	عہ	۱۲ر	چندر لکھی		۸ر	۴ر	موتیوں کا جزیرہ	عہ	۶ر	ر امام ابو یوسفؒ	۳ر	۱ر	خصائل محمدی	۸ر	۶ر	مشاجات ذالیا صاحب	۱ر	۱۰ر
منصور موہنا مصنفہ شرر	عہ	۵ر	دو جورہ کا شوہر	۸ر	۳ر	مہر جیا		۸ر	۳ر	دربار روس کے اسرار	عہ	۸ر	ر ابن جوزیؒ	۳ر	۱ر	بشارت محمدی	۳ر	۳ر	خفہ ہنی خورد	۴ر	۱ر
حسن انجلینا ر	عہ	۵ر	ارمان دل	عہ	۶ر	عشق دلفریب		۸ر	۲ر	عمر پاشا	عہ	۸ر	ر ابن سیرینؒ	۳ر	۱ر	شمع محمدی	۳ر	۲ر	ر لیسٹا ریمی	۲ر	۱ر
ملکہ العزیز ورجناء	عہ	۵ر	دکھیا لڑکیاں	عہ	۱۴ر	نئی نویلی		۸ر	۲ر				ر ابو اسحٰق شیرازیؒ	۳ر	۱ر	محفل محمدی	۴ر	۲ر	پنجسورہ مترجم عہ	۴ر	۳ر
بدر النسا ۵	۱ر	۱ر	کاٹھ کا اُلو	عہ	۶ر	دلچسپ ہر دو حصہ	عہ	۶ر	۲ر	تاریخی کتب			ر ابن صالح اندلسیؒ	۳ر	۱ر	باغ اولیا ہند	عہ	۱۲ر	دعائے ماثور مترجم	۴ر	۳ر
										سوانحعمری ملک معظم قیصر ہند	۸ر	۲ر	ر ابو حیان غرناطیؒ	۳ر	۱ر	پیارے رسولوں کے پیارے حالات	عہ	۲ر	نماز مترجم	۴ر	۶ر
										ر سرسید احمد	عہ	۱۴ر	ر ابن سمعونؒ	۳ر	۱ر	قصص الانبیا	۸ر	۴ر	نحو میر	۳ر	۲ر
										ر ملا دوپیازہ	۱۴ر	۱ر	ر امام اعظمؒ	۵ر	۱ر	احسن القصص	۲ر	۶ر	پہلا سپارہ مع ترجمہ	۸ر	۴ر
										ر نانیا پھیل	عہ	۱۴ر	ر مجنوں	۳	۱ر	خواص قرآنی	۸ر	۱۴ر	تفسیر فتحی		
										ر راجہ بیربر	۱۴ر	۱ر	ر منصور	۵ر	۱ر	عورت کی تعلیم	۸ر	۱۴ر	بزم عرفان ہر دو حصہ	۱۲ر	۱ر

محصول بذمہ خریدار — منیجر کتبخانہ لی ٹی سی۔ گجراتی۔ لوہاری دروازہ لاہور

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ علیہ اپنی ہر کتاب میں صلعم حضرت محمد صاحب صلے اللہ علیہ وسلم مرتے ہے پر کاش دیو قوالی نسبت رقمطراز ہیں کہ میرے نزدیک مناسب ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ اس کتاب

باوانانک رحمتہ اللہ علیہ کی سوانحعمری

یہہ اس ولی اللہ کی سوانحعمری ہے جس نے ہندؤں کے گھر میں پیدا ہو کر ۱۵۰۰ء میں جبکہ نہ صرف پنجاب بلکہ تمام ہندوستان مین ظلمت کے گھٹا ٹوپ بادل چھائے ہوئے تھے۔ ایسے دھندکارہ اورنگ زیب کے زمانہ مین ہندؤں کے تمام عقاید باطلہ کا کھنڈن کرکے نماز روزہ حج زکوٰۃ کی تعلیم دیکر جگہ بہ جگہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ بلند کیا۔ اور اسلام کی سچائی کا ڈنکہ بجا کر کل ہندؤں پر اتمام حجت کردی اس سوانحعمری کے تمام حوالے سکھ صاحبان کے گرنتھ اور معتبر کتب سے لیئے گئے ہین۔ غرضیکہ یہ کتاب قطعی محققانہ اور مورخانہ پیرائے میں لکھی گئی ہے۔ ۱۸×۲۲ کے ۱۷۰ صفحہ کی کتابت چھپائی اعلیٰ کاغذ نہایت نفیس قیمت صرف ۸ر

ایجنٹ جن کے خریدار سے کم از کم چار روپے آٹھ آنہ (یعنی فی کاپی ۶ر) لینے کا پتہ۔ ایڈیٹر نور قادیان

KHILAFAT LIBRARY

کارخانہ راحت روح عطریات قنوج

یہاں سے ہر قسم کے عطریات گلاب کیوڑہ موتیا چمبیلی حنا حرباندی گل وغیرہ فی تولہ ۸ر سے لیکر ۵ر تک اور تیل بالو کا چمبیلی حنا وغیرہ فی سیر ایک روپیہ سے پانچ روپیہ تک اور عرق گلاب کیوڑہ وغیرہ فی سیر چار آنہ سے چار روپیہ تک اور ہر قسم کے عطردان ہر قسم کی شیشیاں گلقند قوام تمباکو خوردنی خمیرہ خوشبودار وغیرہ لوازمات ازروے بازار نرخ ترجیم ہوتا رہتا ہے۔ جو صاحب طلب فرماوین سو نام پورا پتہ خوشخط بنام کارخانہ ارسال فرماوین اجازت دینے یا پیشگی قیمت خصوصاً ریلوے پارسل کے واسطے کچھ نقد ضرور آنا چاہیئے

المشتہر

کارخانہ راحت روح عطریات قنوج

محمد عبد اللہ سعد اللہ احمدی

ارے دوڑو جلدی دوڑو جلدی سے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ

جب کسیکو ہیضہ ہوتا ہے تو اس کے گھر میں ایسی ہی پکار پڑ جاتی ہے۔ اور گھبرا کر یہی کہتے ہین کہ اگر پہلے ہی سے تھوڑا سوچ لیتے تو یہ تکلیف کیوں اٹھانا پڑے کیوں نہین؟ عرق کافور کی ایک شیشی لیکر گھر مین ڈال رکھتے ہو۔

یہہ اصلی عرق کافور وہ ہے جس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوا ہے گرمی کے دست پیٹ کا درد مروڑ اور متلی کیلئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے قیمت فی شیشی ۱ر محصول ڈاک ایک شیشی سے لیکر چار شیشی تک ۵ر

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچے دار کو یہ دوا گھر مین رکھنی چاہیئے یہ عرق ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے بنایا گیا ہے اسکا رنگ بھی مثل پتی کے سبز اور خوشبو بھی تازہ پتیوں کے مانند رہتی ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے ریاح کے لیئے یہ نہایت مفید دوا ہے پیٹ کا پھولنا ڈکار کا آنا پیٹ کا درد بدہضمی متلی اور اشتہا کا کم ہونا یہ سب ریاح کی علامتیں جلد دور ہو جاتی ہین گود کے بچوں کیلیئے اس سے بڑھکر اور کوئی دوسری دوا نہین ہے قیمت فی شیشی ۸ر محصول ڈاک

پیپرمنٹ کا تیل

پیٹ کا درد بدہضمی ریاح کے فساد میں یہ ایک بہت مشہور دوا ہے۔ یہ پیپرمنٹ افریقہ سے منگایا جاتا ہے ولایتی پیپرمنٹ سے یہ کہین بڑھکر بہتر اور مفید ہے اس پیپرمنٹ میں تارپین کا تیل ملاکر ایک کی تین شیشی بنا کے لوگ بازاروں میں ۱ر فی شیشی آدھ اونس محصول ڈاک وغیرہ ایک شیشی سے ۱۲ شیشی تک ۵ر

المشتہر

ڈاکٹر ایس کے برمن ۱۲۵ نمبر ۱ تارا چند سٹریٹ کلکتہ

اصلی میرا اور میرٹھ کا سرمہ درست سلاجیت

اصلی میرا اور میرٹھ کا سرمہ کا اعلان عرصہ سے شایع ہو رہا ہے اس اثنا مین بہت سے لوگون نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب مدظلہ کے مجوزہ نسخے کے موافق طیار کیا گیا ہے یہ اصلی میرا جس کو خود حضرت نے دیکھکر اصلی میرا ہونیکی تصدیق کی اس مین ڈالا گیا ہے۔ حضرت نے اس سرمہ کے متعلق خود فرمایا "کہ اے امراض چشم بسیار مفید است" اس شہادت کے بعد مجھ کسی اور شہادت کی ضرورت نہین کیونکہ چار لاکھہ افراد کا امام جو طبی حیثیت اور تجربہ سے بھی طبی امام کہلانیکا جائز حقدار ہے اسکے مفید ہونیکی شہادت دیتا ہے۔ یہ سرمہ دہندہ لا پھولا اور دیگر امراض چشم کے لیئے بہت مفید ہے۔ قیمت سرمہ قسم اول فیتولہ عہ قسم دوم عہ قسم سوم عہ اصلی میرا قسم اول مہ قسم دوم ۷ر

ست سلاجیت

مقوی تبیج اعضا نافع صرع مشہی للعام قالع بلغم و ریاح دافع بواسیر و جذام و استسقا و زردی رنگ و تنگی نفس و شیخوخیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ و مسلل البول و سیلان منی و یبوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کیوقت دودھ کیساتھ استعمال کرین قیمت فیتولہ ۱ر

لنگیان اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیان مشہدی اور پشاوری بادامی سیاہ اور سفید ریشمی ریشمی سوتی لٹری صافے سفید اور بادامی پشاوری ٹوپیاں اور زری کی پشاوری جوتیاں ہر قسم کی اور ہر قیمت کی ملسکتی ہین۔

المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان

ضلع گورداسپور پنجاب